فی اثبات
حضرت
ایمانِ ابی طالب رضی اللہ عنہ
اوّل دوم
حضرت علامہ صائم چشتی علیہ الرحمۃ
چشتی کتب خانہ
جھنگ بازار، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا

عُیُوۡنُ الۡمَطَالِبۡ

فِیۡ اِثۡبَاتِ

اِیمانِ ابی طالب

اوّل

محقق العصر
حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد
0300.6674752-0300.7681230
Chishtikutabkhana@gmail.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	ایمانِ ابی طالب اول۔دوم
مصنف	علامہ صائم چشتی
پہلی مرتبہ	رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
چھبیسویں بار	جون 2012ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	محمد شفیق مجاہد
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز
ہدیہ	روپے

ناشر

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد 03006674752_03007681230

Marfat.com

نذرانہ عقیدت
بحضور سیّدنا ابوطالب

سراپا دین سراپا وفا ابوطالبؑ
رسولِ پاک کا مدحت سرا ابوطالبؑ

خدا کی ایک امانت سنبھالنے والا
حصارِ شاہِ رسالت بنا ابوطالبؑ

خدا کے نور کے جلووں کو لے کے دامن میں
خدا کا دین بچاتا رہا ابوطالبؑ

رسولِ پاک کی رحمت نوازنے آئی
زبانِ عشق سے جب بھی کہا ابوطالبؑ

خدا نے اُس کو فراست بھی دی بصیرت بھی
عمل کی شان بڑھاتا رہا ابوطالبؑ

وہ شیخِ وادیٔ بطحا عرب کا مردِ غیّور
رئیسِ مکہ بڑوں سے بڑا ابوطالبؑ

ازل سے شانِ رسالت کا وہ مصدق تھا
دلیل بلکہ رسالت کی تھا ابوطالبؑ

Marfat.com

غلامیٔ شاہِ دوعالم کی روزو شب ایسی
ملی کسی کو نہ تیرے سوا ابو طالبؓ

تمہاری صلب میں نورِ عالی فروزاں تھا
تمہیں تھے مہبطِ نورِ خُدا ابوطالبؓ

طوافِ خانۂ محبوب ، رات بھر کرنا
عظیم تر ہے یہ پہرہ ترا ابوطالبؓ

تمہیں شجرو ثمر دار باغِ ہاشم کے
تمہیں سے شجرۂ عترت چلا ابوطالبؓ

تمہاری شان کو عظمت کو ہو سلام مرا
قبول کرنا یہ ہدیہ مرا ابوطالبؓ

تمہارے عزم نے ظلمت کو سرنگوں رکھا
تمہارے زور سے باطل مٹا ابوطالبؓ

تمہاری گود میں ایماں کی جان پلتی رہی
تمہارے گھر سے ہی ایماں ملا ابوطالبؓ

مثال اس کی یقیناً محال ہے صائم
ہوئے حضور پہ جیسے فدا ابوطالبؓ

Marfat.com

تعارف مترجم

مفسر قرآن، محققِ دوران، فنافی الرسول، بانی شہر نعت

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

از:۔ محترم جناب **نورالزماں نوری** فاضل منہاج القرآن یونیورسٹی

حضرت علامہ صائم چشتی اردو اور پنجابی کے معروف نعت گو شاعر، ادیب، محقق اور مترجم تھے وہ تمام عمر علم وادب کے فروغ واشاعت کیلئے مصروف عمل رہے بڑے بڑے نامور نعت گو شاعران کے شاگرد رہے ہیں۔

ولادت !

علامہ صائم چشتی کی پیدائش دسمبر 1932ء میں ضلع امرتسر کے قصبہ ''گنڈی ونڈ'' میں ہوئی آپ کا تعلق شیخ برادری سے تھا۔ والدِ گرامی شیخ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تجارت پیشہ کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ بھی رکھتے تھے اور گاؤں کی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔

تعلیم !

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور اپنے گاؤں ہی سے حاصل کی قرآن پاک ناظرہ کے علاوہ عربی اور فارسی کی بنیادی تعلیم بھی اپنے والد گرامی سے حاصل کی آپ چونکہ اپنے والدین کی پہلی نرینہ اولاد تھے اس لئے والد نے آپ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی۔ آپ نے پرائمری گنڈی ونڈ سے حاصل کی آپ کی سکول کی تعلیم لوئر مڈل سے آگے نہ جاسکی۔

علامہ صائم چشتی نے دینی تعلیم کا آغاز جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مولانا سیّد منصور شاہ صاحب سے صرف ونحو پڑھتے ہوئے کیا۔ موصوف ہی سے آپ نے علوم متداولہ کی تمام کتب پڑھیں اور آٹھ سالہ درس نظامی کا کورس اپنی ذہانت وفطانت کی بنا پر دو سال میں مکمل کر لیا۔ پھر دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی سے مکمل کرکے 197_ء میں دستارِ فضیلت اور سند حاصل کی دینی تعلیم کے علاوہ آپ نے طبیہ کالج سے طب یونانی میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ میں بیعت !

1948ء میں آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت حضرت پیر سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے نوازے گئے اور اس وقت سے چشتی کی نسبت آپ کے نام کے حصہ کے طور پر معروف ہو گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت بابا جی محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف اور سیال شریف سے بھی اکتسابِ فیض کیا

علامہ صائم چشتی قیام پاکستان کے بعد رسولپور لکی میں رہتے تھے، وہاں سے کاروبار کے سلسلہ فیصل آباد آنا جانا رہتا تھا، 1953ء میں فیصل آباد میں اپنے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ مل کر کارخانہ بازار میں سوپ میٹریل کا کاروبار شروع کیا اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی پھر 1955ء میں کتابوں کے اشاعتی کاروبار سے منسلک ہو گئے اس کاروبار میں ترقی ہوئی اس طرح 1955ء میں آپ کا سارا خاندان رسولپور جٹاں (شیخوپورہ) سے فیصل آباد منتقل ہو گیا۔ یہاں پھر 1964ء میں جامعہ رضویہ کے باہر ارشد مارکیٹ میں چشتی کتب خانہ قائم کیا جو اب تک علم و ادب اور مذہب و ملت کی اشاعتی خدمات انجام دے رہا ہے۔

شاعری میں مقام !

آپ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں نعت لکھتے تھے آپ کے اس جوہر کو فیصل آباد کے مذہبی ماحول میں اور جلاء ملی آپ کی لکھی ہوئی نعتیں شہر میں ہونے والی محافل میلاد اور عرسوں کی تقریبات میں پڑھی جانے لگیں اس سے آپ کا نام شہر میں گونجنے لگا جو جلد ہی پورے ملک میں نعتیہ شاعری کے اعتبار سے مقبول و معروف ہو گیا فیصل آباد میں ہونے والے پنجابی اور اردو کے مشاعروں میں شرکت کی تو ہر طرف سے داد پائی۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف زبانوں اردو، فارسی، عربی، پنجابی اور سرائیکی پر مکمل عبور تھا وہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والی ادبی تقریبات، محافل، میلاد، محافل نعت اور سیرت النبی کانفرنسوں میں شریک ہوتے اور اپنا کلام سنا کر داد حاصل کرتے۔ آپ نے فیصل آباد 1960ء کی دہائی میں ہنگامہ خیز ادبی تحریک شروع کی پنجابی بزمِ ادب کے وہ بانی تھے اس بزم کے پلیٹ فارم سے آل پاکستان مشاعرے، طرحی مشاعرے اور نعتیہ محافل ان کا طرۂ امتیاز تھا 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد دھوبی گھاٹ کے گراؤنڈ میں ہونے والا ملک گیر مشاعرہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ تھا اس اجتماع میں ایک لاکھ کے قریب افراد نے شرکت کی اس سے پہلے یا اس کے بعد آج تک اتنی بڑی محفل مشاعرہ اس شہر میں منعقد

Marfat.com

گے آپ نے بے شمار علمی وادبی موضوعات پر تنِ تنہا بے سروسامانی کے عالم میں کسی سرکار گرانٹ کے بغیر انتہائی تحقیقی کام کیا جو انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے خاص طور پر تفسیر کبیر اور تفسیر ابن عربی کا ترجمہ، ایمانِ ابی طالب، مشکل کشا، شہید ابن شہید، گیارہویں شریف اور دیوان حضرت ابوطالب کا ترجمہ قابل ذکر ہے۔

جب آپ نے اپنی کتاب ایمانِ ابی طالب لکھی تو بڑے بڑے علماء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تنگ نظروں نے پر تنقید کرتے ہوئے رفض کی پھبتی بھی کسی۔ آپ نے ان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امام شافعی کے اس قول کے مطابق اعلان کرتے ہوئے اہل بیت کی محبت میں اپنا تحقیقی سفر جاری رکھا۔ اگر اہل بیت کی محبت رفض ہے تو دنیا بھر کے جنوں اور انسانو گواہ ہو جاؤ سب سے بڑا رافضی میں ہوں۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک وسیع ذاتی کتب خانہ تھا جس میں کم وبیش ایک لاکھ کے لگ بھگ مختلف عنوانات پر مختلف زبانوں میں کتب موجود ہیں یہ کتب خانہ محققین اور طلباء کے لئے کھلا رہتا۔

وصالِ پاک

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور زندگی گزارتے ہوئے 22 جنوری 2000ء چودہ شوال المکرم 1420ھ کو رات کے وقت اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کی آپ کی نمازِ جنازہ میں شہر کے ممتاز علماء، شعراء، ادباء اور نعت خوانوں کے علاوہ کثیر تعداد میں عامۃ الناس نے شرکت کی۔

اولاد

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں کے علاوہ تین بیٹوں کی نعمت سے نوازا بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

1 صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی

2 صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی

3 صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی

آپ کی اولاد کے علاوہ کثیر تعداد میں نعت خواں اور شعراء آپ کے نام اور کام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

عرس مبارک

ہر سال چودہ شوال المعظم کو آپ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے جامع مسجد سیّدنا حیدرِ کرار رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد میں منایا جاتا ہے ۔ مزار مبارک کو غسل دیا جاتا ہے، رسمِ چراغاں ہوتی ہے، چادر پوشی، ختم شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ محفلِ سماع، نعت خوانی اور علمائے کرام کے خطابات ہوتے ہیں ان مبارک تقاریب میں ملک اور بیرون ملک سے مشائخ عظام شرکت فرماتے ہیں۔

فہرست

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

ہم سے ہمارے بعض احباب نے پوچھا ہے کہ نجاتِ ابی طالب کا عقیدہ درست ہے یا نہیں ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ تو طے شدہ مسئلہ ہے کیونکہ جلیل القدر علماء اللہ تبارک وتعالیٰ (ان جیسوں کی کثرت فرمائے نے) نجاتِ ابوطالب کے متعلق کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مثلاً اسنیٰ المطالب فی نجاتِ ابی طالب اور اس کے علاوہ دیگر کتب ہیں مگر اس کے برعکس بھی روایات موجود ہیں جو اُس کے خلاف پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ ابوطالب کا یہ قول بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا کہ آپ لاالٰہ الا اللہ کی گواہی دیں تو انہوں نے کہا کہ میں عار پر نار کو ترجیح دیتا ہوں۔

چنانچہ پہلی بات یہ ہے کہ یہ روایت تصدیق توحید و رسالت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ابوطالب؄ اس پر اعتقاد رکھتے تھے کہ جو کلمہ کا اقرار نہ کرے وہ آگ میں جائے گا اور یہی ان کے ایمان کی دلیل ہے کیونکہ ایمان دل سے تصدیق کرنے کا ہی نام ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ قول جنابِ ابوطالب؄ کا آخری کلام نہیں ممکن ہے یہ بات آپ نے اپنی موت کے وقت سے پہلے کہی ہو۔ اور حق بات یہ ہے کہ سیّدنا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبارک وتعالیٰ کی طرف سے صاحب اختیار ہیں آپ جسے چاہیں پاک کریں اور جسے چاہیں ایمان عطا فرمائیں حتیٰ کہ سنگ ریزوں، چوپایوں اور پتھروں کو بھی تو یہ کیسے متصور کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے چچا کے قلب کو پاک نہیں فرمایا اور ان کے سینے کو نورِ ایمان سے منور نہیں فرمایا۔

اس کے علاوہ جو دیگر روایات ہیں وہ غیر معتبر ہیں اور یہ بات اسانید حدیث کی اتباع کرنے والے محققین پر پوشیدہ نہیں واللہ ورسولہٗ اعلم۔

(محمد قمرالدین سیالوی غفرلہٗ)

Marfat.com

مقدمہ

از گرامی قدر والا گہر فخر ملت شیر اہلسنت رہبر شریعت
جامع منقول و معقول اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا
جناب عطا محمد چشتی صاحب مدظلہ العالی
صدر مدرس بندیال شریف۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ
وعلیٰ آلہ واصحابہ واز واجہ واولیاء اُمتہ اجمعین اما بعد۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی یہ سُنتِ جاریہ ہے کہ دنیا میں وقفہ وقفہ سے ایسے علماء کرام پیدا فرماتا رہے گا جو علماءِ سوء کی تاویلاتِ باطلہ اور مبطلین کے مزعوماتِ فاسدہ سے مسلمانوں کو متنبہ فرماتے رہیں گے اور جتنا زمانہ بنوۃ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بعد اور قربِ قیامت ہوگا اتنا ہی تاویلاتِ زائغہ اور اعتقاداتِ فاسدہ کی کثرت ہوگی تا آنکہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ اس دوران بھی اپنی سنت جاری فرماتا رہے گا اور علماءِ سُوء کے مقابلہ میں علماء صدق پیدا فرماتا رہے گا چنانچہ تاریخ دان حضرات پر واضح ہے کہ ہر دور میں صالحین نے مبطلین کا رد فرمایا اور دین کی تجدید فرمائی اسی سلسلہ کی کڑی میرے ایک عزیز حضرت مولانا العلامۃ جناب صائم چشتی فیصل آبادی ہیں۔ صائم چشتی صاحب کی تین تصانیف بندہ کی نظر سے گذری ہیں۔ اوّل (گیارہویں شریف)

چونکہ مبطلین نے اولیاء کرام کے لیے ایصالِ ثواب کو ما اُہِلّ لغیر اللّٰہ میں داخل کر دیا اور حلال طیب کو حرامِ قطعی میں داخل کرنے کی سعی نا مشکور کی تو جناب صائم چشتی صاحب نے نہایت حسین انداز میں مُبطلین کا ردِ بلیغ فرمایا اور کتابِ مستطاب گیارہویں شریف تالیف فرمائی جو کافی مدت ہوئی کہ طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے اور اب دوسرے ایڈیشن میں قدم رکھ رہی ہے۔

دوسری کتاب (شہید ابن شہید) ہے کہ بعض خوارج نے حضرت سیّد الشہداء امام مظلوم نبیرہ ختم المرسلین صلی اللہ وعلی اولادہ الکرام پر زبانِ طعن دراز کی ہے اور یزید اظلم علیہ ماعلیہ کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تو حضرت صائم چشتی کی حب اہلِ بیت کرام کی رگ پھڑکی اور کتاب مذکورہ بالا تصنیف فرما کر خوارج کا دندان شکن ردِ بلیغ فرمایا اور حمایت اور تائید اہلبیت کی سعادت سے اللہ تعالیٰ نے صائم چشتی صاحب کو سرفراز فرمایا۔

حالانکہ پاکستان میں مشاہیر علماء اہلِ سنت موجود ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ ایں سعادت

Marfat.com

بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

اور تیسری کتاب حضرت مولانا صائم چشتی نے (حضرت ابو طالب عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ایمان کے متعلق تحریر فرمائی ہے اس کتاب کا مضمون اور موضوع ایک نہایت نازک مسئلہ ہے جس پر قلم اٹھانا ہر کسی کا کام نہیں ہے۔

فاضل مُصنف نے اس مسئلہ کی تحقیق کا حق ادا کیا ہے کہ اپنی وسعتِ علمی اور کثرتِ معلومات کا ثبوت مہیا فرما کر اہل علم پر بڑا احسان کیا ہے اس فقیر محررایں سطور خادم الطلبہ عطاء محمد چشتی گولڑوی نے جنابِ صائم چشتی صاحب کی کتاب گیارہویں شریف پر مختصر تقریظ تحریر کی ہے جو کہ شاید کتاب کی دوسری طبع میں شائع ہوگی اس مقام میں یہ فقیر پر تقصیر مولانا صائم چشتی صاحب کی تیسری تصنیف پر تبصرہ کرنا چاہتا ہے جس میں حضرت ابو طالب کے ایمان پر محققانہ بحث کی گئی ہے اگرچہ تبصرہ و تقریظ اختصار کی متقاضی ہے زیر تبصرہ مسئلہ ایسا دریا ہے کہ اس کو کوزے میں بند کرنا کم از کم اس فقیر کا مقدور نہیں ہے اس لیے اگر تبصرہ میں طوالت ہو جائے تو بندہ قارئین سے معذرت خواہ ہے تبصرہ سے قبل چند تمہیدی مقدمات پیش خدمت ہیں تا کہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

(مقدمہ اوّل) ایمان میں دو چیزیں ہیں اوّل تصدیق جس کا تعلق دِل سے ہے دوم اقرار جس کا تعلق زبان سے ہے خلاصہ ہر دو چیز کا یہ ہے کہ دل تسلیم کرلے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق اور سچے ہیں اور زبان سے ہر دو امر کا اقرار کیا جائے جس کا خلاصہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

(مقدمہ دوم) تصدیق قلبی مسلمان سے کبھی ساقط اور معاف نہیں ہوتی خواہ کتنا ہی عذر اور خوف شدید کیوں نہ ہو لیکن اقرار عذر اپنی جان کے خطرہ کے وقت ساقط اور معاف ہے یعنی اگر تصدیق قلبی موجود اور محکم ہے تو زبان پر کلمۂ کفر جاری کرنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک میں مذکور ہے۔

چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

خلاصہ مقدمہ دوم کا یہ ہے کہ اگر تصدیق قلبی ہے تو زبان پر صریح کفر منافی ایمان نہیں ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اگر تصدیق قلبی موجود ہے تو زبان پر ایسے کلمات جاری کرنا جو کفر صریح نہیں بلکہ ذو معنی کا احتمال رکھتے ہیں یعنی کفری اور غیر کفری تو ایسے کلمات کا اجراء

Marfat.com

زبان پر جان کے خوف کے وقت بطریق اولیٰ منافی ایمان نہیں ہے اس میں بھی کسی ذی علم کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔

(مقدمہ سوم) جب اپنی جان کو خطرہ لاحق ہوتو زبان پر اجراء کلمات کفر منافی ایمان نہیں ہے تو اگر اپنی جان کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان کو بھی شدید خطرہ لاحق ہوتو زبان پر اجراء کلمات کفر یا اجراء کلمات محتملہ بطریق اولیٰ منافی ایمان نہیں ہونگے۔

(مقدمہ چہارم) کفر کی کئی صورتیں ہیں اور دل میں تصدیق نہیں ہے اگر چہ زبان پر اقرار ہے دوم بلا عذر وا کراہ زبان پر اجراء کلمہ کفر سوم ایسا فعل ہے جو کہ کفر کرنا اور تکذیب پر دلالت کرے اور کوئی جبر اور اکراہ نہیں ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکنا۔

(مقدمہ پنجم) ایمان اور کفر کے دلائل بظاہر متعارض ہوں تو ایمان کے دلائل کو ترجیح ہوگی اگر چہ دلائل ایمان ضعیف ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی تصریح کتاب حقہ میں ہے "الا سلام یعلوا ولا یُعلیٰ" یعنی اسلام کفر پر غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔

(مقدمہ ششم) ابتداء میں عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے علماء کو پیدا فرمایا جنہوں نے حق کو ظاہر فرمایا اور تاویلات باطلہ کا ابطال فرمایا مسئلہ ایمان حضرت ابی طالب بھی ایک اختلافی مسئلہ ہے اور قدیماً حدیثاً علماء کرام نے اس مسئلہ میں کتابیں اور رسائل تحریر فرماتے اس فقیر کی معلومات کے مطابق ماضی قریب میں مولانا العلامہ محمد بن رسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان ابی طالب پر ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ اور ایمان ابی طالب کو دلائل کثیرہ سے ثابت فرمایا اس رسالہ میں علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دلائل جن سے مخالفین نے عدم ایمان ابی طالب پر استدلال کیا تھا انہی دلائل سے علامہ برزنجی نے ایمان ابی طالب ثابت کیا "فللہ درہ" علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات گیارہ صد تین ہجری میں ہوتی ہے اس کے بعد اسی مسئلہ پر حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی الحرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام انہوں نے اسنیٰ المطالب فی نجاۃ ابی طالب رکھا یہ دونوں رسالے عربی زبان میں ہیں اور دوسرا رسالہ پہلے سے ماخوذ ہے اور پھر بہت ہی ماضی قریب میں حضرت علامہ مولوی محمد برخوردار رحمۃ اللہ علیہ ملتانی محشی نبراس نے رسالہ اسنیٰ المطالب کا اردو میں ترجمہ فرمایا اور اس کا نام القول الجلی فی نجاۃ عم النبی وابی علی ہے اور اس کے بعد اس موضوع پر علامہ صائم چشتی کی تصنیف منیف "ایمان ابی طالب" ہے اللہ تعالیٰ زور قلم زیادہ عطا فرمائے۔

(مقدمہ ہفتم) علوم دینیہ کے کئی شعبے ہیں تدریس افتاء قضاء تبلیغ مناظرہ تصنیف وتالیف اور ظاہر ہے کہ ایک آدمی یہ سارے کام نہیں کرسکتا لہٰذا علماء کو یہ تمام کام باہم تقسیم کرنے ہونگے تو جب کوئی صاحب علم کسی ایک کام کو اختیار فرما کر سعی بلیغ کرتا ہے تو اس میں فقیر کا بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اس عالم دین کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے اور یہ کہ اس نے علماء کا ہاتھ بٹایا ہے کیونکہ اس فقیر کا مشغلہ تدریس ہے تو بندہ کو اس بات پر بڑی

Marfat.com

خوشی ہے کہ جناب صائم چشتی صاحب نے تصنیف و تالیف کا شعبہ اختیار فرما کر علماء کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اس فقیر نے جو صائم چشتی صاحب کی حوصلہ افزائی کی ہے یہ فقیر دوسرے علماء سے بھی اسی قسم کی حوصلہ افزائی کی توقع رکھتا ہے ان سات تمہیدی مقدمات کے بعد بندہ مختصر طور پر اصلی مقصد بیان کرتا ہے "ونعم ما قیل" تمنا مختصری ہے مگر تمہید طولانی یہاں حضرت ابو طالب کے ایمان پر دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اوّل : حضرت ابو طالبؓ سے کتب تاریخ میں کئی اشعار اور خطبات منقول ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ابو طالبؓ کے دل میں تصدیق بالنبوۃ تھی اور انہوں نے زبان سے اقرار کیا ہے یہاں نمونہ کے طور پر بعض اشعار اور خطبات کا ذکر کیا جاتا ہے شعر۔

ولقد علمت بأن دین محمد

من خیرا ادیان البریه دیناً

یعنی میں نے یقیناً جان لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام لوگوں کے دین سے افضل ہے۔

الم تعلموا انا وجدنا محمداً رسولاً

کموسٰی صح ذالک فی الکتب

یعنی تم سب لوگ جانتے ہو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح رسول ہیں جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ بات آسمانی کتابوں سے ثابت ہے۔

وشق له من اسمه لیجعله

فذ والعرش محمود وهذا محمّد

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے اسم محمود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مشتق فرمایا ہے آنحضرت کی عزت افزائی کے لیے اور یہ شعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے اور اس صورت میں یہ شعر من قبیل توارد ہوگا۔

اب خطبات کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں حضرت ابو طالبؓ نے قریش کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

واللّٰه لکانی به وقد غلب وادانت لهٗ العرب والعجم فلا یسبقنکم الیه سائر العرب فیکونوا اسعد به منکم ۔

یعنی میں نور فراست سے دیکھ رہا ہوں کہ آنحضرت غالب ہیں اور عرب و عجم انکا مطیع ہے۔

اے قریش ایسا نہ ہو کہ دوسرے عرب اس سعادۃ ایمانی سے تم پر سبقت لے

Marfat.com

جائیں اور وہ زیادہ سعادت حاصل کرلیں یعنی تم قریش آپ کے ساتھ صرف ایمان ہی نہ لاؤ بلکہ ایمان اور اسلام اور ایمان میں سبقت اور پہل کرو ایک اور خطبہ میں ہے

یا معشر قریش کونوا لهٗ ولاة ولحزبه حماة واللّٰه لایسئلک احد سبیله الا رشد ولا یاخذ احد بهدیه الا سعدا

یعنی اے قریش تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محب اور آپ سے قریب ہو جاؤ اور آپ کے گروہ کے مددگار بنو۔

خدا کی قسم جو آپ کا راستہ اختیار کرے گا وہ ہدایت پا گیا اور جو آپ کی سیرت پر عمل کرے گا وہ نیک بخت ہے۔

ایک اور خطبہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

لن تزلوا بخیر ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امره فاطیعوا ترشدوا

قریش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا !

جب تک تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنو گے اور آپ کے امر اور حکم کی اتباع کرو گے تو تم ہمیشہ بھلائی اور نیکی میں رہو گے ۔ لہٰذا آپ کی اطاعت کرو راہنمائی پاؤ گے۔

مذکورہ بالا اشعار اور خطبات علامہ برزنجی اور سید احمد بن زین دحلان مکی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسائل میں مستند تواریخ سے نقل فرمائے ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابی طالب؁ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوۃ کی تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونوں حاصل تھے اور وہ ظاہر اور باطن میں مومن تھے مذکورہ بالا دلیل سے حضرت ابوطالب؁ کے اپنے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مومنِ مصدق مقر تھے۔

اب دوسری دلیل ملاحظہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوطالب؁ کے متعلق کیا عقیدہ تھا۔

دلیل دوم : اس دلیل سے یہ امر ثابت کیا جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے چچا کو مومن جانتے تھے۔

دلیل ذکر کرنے سے قبل ایک تفصیل ملاحظہ ہو تا کہ دلیل سمجھنے میں آسانی ہو حضرت عبدالمطلب؁ کے وصال کے بعد مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑا اہل مکہ نے حضرت ابوطالب؁ سے بارش کے لئے دعا کی التماس کی تو حضرت ابوطالب؁ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر بیت اللہ شریف میں گئے اور آپ کے توسل

سے بارش کی دعا فرمائی۔

یہ واقعہ بعثت سے پہلے کا ہے۔ اور جب بعد از بعثت قریش مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ کیا اور آپ کے آزار اور تکلیف کے درپے ہوئے تو پھر حضرت ابوطالب نے قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان اور برکت جتلائی جو کہ قبل از بعثت صغر سنی میں تھی اور یہ شعر پڑھا۔

وابیض یُستسقیٰ الغمام بو جھہ

ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

ترجمہ ملاحظہ فرمایئے !

یہ گورے رُخساروں والا جس کے طفیل بارش طلب کی جاتی ہے۔ اور یتیموں کی جائے پناہ اور بیوگان کا محافظ ہے۔

پھر مدینہ منورہ میں قحط پڑا اور ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر بارش کی التجاء کی۔ آپؐ نے دُعا فرمائی سخت بارش ہوئی اور جب لوگ بارش سے تنگ آ گئے اور بارش کی بندش کی دُعا کی التماس کی اور آپ کی دُعا سے بارش بند ہوئی۔ اس تفصیل کے بعد دلیل دوم ملاحظہ ہو۔

آپ نے اِس موقع پر فرمایا۔

للّٰہ در ابی طالب لو کان حیا لقرۃ عیناہ

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت ابوطالب کو بڑی خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔
اگر آج زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذکورہ بالا الفاظ مبارکہ سے ایمانِ ابوطالب پر دو وجہ سے دلیل ہے۔

اوّل یہ کہ آپ نے شہادت دی کہ حضرت ابوطالب کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر عطا فرمائی ہے اور جس کی موت کفر پر ہو اس کیلئے خیر کثیر کا اثبات نہیں کیا جاتا اور کافر کے متعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے الفاظ نہیں استعمال فرما سکتے۔

حضرت ابوطالب کو اللہ تعالیٰ نے یہی خیر کثیر عطا فرمائی ہے کہ جب تک زندہ رہے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی زبردست اعانت فرمائی اور اس کی وجہ سے قریش نے آپ سے ترک موالات کی اور آپ کو مکہ شریف سے نکل کر تین سال شعبِ ابی طالب میں گذارنے پڑے اور جب مرے تو خاتمہ ایمان پر ہوا۔

دوم۔ آپ نے اس موقع پر فرمایا !

اگر آج ابوطالبؓ زندہ ہوتے تو ان کی بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور وہ خوش ہوتے۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ شریف میں بارش اور اس کی بندش کیلئے دُعا مانگنا اور پھر دُعا کا قبول ہونا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اور پیغمبر علیہ السلام کے معجزہ پر صرف مومن ہی خوش ہو سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابو طالب کو مومن جانتے تھے۔

دلیل سوم: ابنِ سعد نے طبقات میں اسنا صحیح کے ساتھ اور ابن عسا کر ہر دو نے حضرت عباسؓ سے حدیث نقل فرمائی،

انه سأل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما ترجوا لابي طالب قال كل الخير ارجو من ربي

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سے پوچھا کہ ابو طالب کے متعلق آپ کو کیا اُمید ہے ؟ تو فرمایا ! میں اپنے ربّ سے ابو طالبؓ کے متعلق مکمل خیر کی اُمید رکھتا ہوں۔

مذکورہ بالا حدیث میں لفظ (کل الخیر ارجو امن ربی) ایمان ابو طالب پر دو وجہ سے دلیل ہے۔

اوّل:۔ مکمل خیر کی اُمید مومن کے ساتھ خاص ہے جس کی موت کفر پر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

یعنی اللہ تعالیٰ کافر کی ہر گز بخشش نہیں کرے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ابو طالب جنت میں داخل ہوں گے

(ازالۂ وہم) بعض لوگ اس دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ابو طالب کے عذاب میں آنحضرت کا وجہ سے تخفیف ہوئی ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے تو یہ جواب مردود ہے کیونکہ عذاب شر ہے اس میں کوئی خیر نہیں چہ جائیکہ کامل خیر ہو۔

دلیل چہارم: مُسلم شریف میں ہے۔

عن عبد الله بن حارث قال سمعت العباس يقول قلت يارسول الله ان ابا طالب كان يحوطك وينصرك ويغضب لك فهل نفعه ذالك قال نعم وجدته في غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح

خلاصہ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Marfat.com

دریافت کیا کہ ابوطالبؓ آپ کی رعایت اور مدد کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں پر ناراض ہوتا تھا کیا اس بات نے اس کو نفع دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں نفع دیا ہے میں نے اس کو بلند آگ کی طرف پایا۔ پس میں نے اس کو نہایت پتلی اور ہلکی آگ کی طرف نکالا۔

مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے !

عن عباس بن عبد المطلب انه قال یارسول اللّٰه نفعت ابا طالب بشئی فانه کان یحو طک ویغضب لک قال صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار۔

اِس حدیث اور پہلی حدیث کا ترجمہ تقریباً ایک جیسا ہے فرق صرف یہ ہے کہ دوسری حدیث میں یہ ہے کہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ابو طالب کو کوئی نفع دیا ہے آپ نے فرمایا! ہاں میں نے نفع دیا ہے وہ پتلی آگ میں ہے اگر میری سفارش نہ ہوتی تو نچلے طبقہ کے دوزخ میں ہوتا۔

ہر دو حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور سفارش سے حضرت ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے۔ حالانکہ قرآن پاک میں وارد ہے۔

فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ۝

یعنی نہ تو کافروں کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کی مدد کی جائیگی

یہ آیہ مبارکہ سب کفار کے لئے ہے۔ کسی کافر کی تخصیص نہیں ہے اور حنفی اصول کے مطابق ابتداء وہ مخصص ہوتا ہے کہ قرآن کی آیت یا حدیث متواتر ہو اور مذکورہ بالا ہر دو حدیث متواتر نہیں ہیں۔ تو اگر حضرت ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوتا تو ان کے عذاب میں کبھی تخفیف نہ ہوتی چونکہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ مومن ہیں۔ ان ہر دو حدیث کا بعض لوگ جواب دیتے یہ جواب اس کا دلیل پنجم کے بعد دیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

دلیل پنجم: مسلم شریف میں ہے !

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ذکر عندهٗ عمه ابو طالب فقال لعلّه تنفعهٗ شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیه یغلی

Marfat.com

منہ دماغہ

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علی وآلہ وسلم کے نزدیک آپ کا ذکر کیا گیا ہے، یہ کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ شفاعت عمومات قرآن کی تخصیص نہیں کر سکتی۔ عمومات قرآنی کا ذکر قبل ازیں گذر چکا ہے یعنی!

قولہ تعالیٰ ! فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ الآیہ وقولہ تعالیٰ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ؁

وجہ دوم ! یہ مخصوص شفاعتہ دلیل چہارم اور پنجم میں مذکور ہر دو احادیث سے اخذ کی گئی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور برکت سے حضرت ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی تو جو علماء حضرت ابو طالب کے ایمان کے قائل نہیں ہیں ان پر اعتراض وارد ہوا کہ نص قطعی سے ثابت ہے کہ کفار کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان کو کسی کی شفاعت نفع دے گی اور تم لوگ حضرت ابو طالب کے کفر کے قائل ہو تو پھر کافر کو یہ تخفیف کیوں ہوئی اور اس کو شفاعت نے کیوں نفع دیا تو ان علماء نے اس مخصوص قسم کی شفاعت کا سہارا لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک خاص شفاعت ہے کہ کافر کو بھی نفع دے سکتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ قسم شفاعتہ کفر ابی طالب پر مبنی ہے اور اس شفاعتہ کو ان پر دو احادیث سے اس بناء پر اخذ کیا گیا ہے کہ حضرت ابو طالب کافر تھے تو جب ہم نے حضرت ابو طالب کا ایمان ثابت کر دیا تو اس شفاعت کا مبنی فاسد ٹھہرا لہذا اشفاع والا جواب نہایت کمزور ٹھہرا اور ہر دو احادیث سے اس شفاعت کا اخذ بھی باطل ثابت ہوا کیونکہ ان ہر دو احادیث سے تو حضرت ابو طالب کا ایمان ثابت ہوا کیونکہ یہ احادیث قرآن کے معارض نہ ہوں تو ان احادیث سے یہ شفاعتہ ثابت نہ ہوئی قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے کہ منکرین ایمان ابو طالب ہر دو احادیث سے مذکورہ بالا کے دو جواب دیتے ہیں یہاں تک ایک جواب اور اس کا دو وجہ سے رد کیا گیا ہے۔

اب منکرین کا دوسرا جواب ملاحظہ ہو جواب دوم جس طرح ابو طالب؈ کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے اسی طرح ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف ہوئی ہے اور اس تخفیف کا ذکر بھی کتب احادیث میں ہے تو حضرت ابو طالب؈ کی تخفیف عذاب سے اگر ان کا مومن ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر ابولہب کی تخفیف سے بھی اس کا مومن ہونا ثابت ہو جائیگا جب کہ نصِ قرآنی کے مطابق کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہو سکتی حالانکہ ابولہب کے ایمان کا تو کوئی قائل نہیں ہے تو یہ جواب بھی چند وجوہ سے مردود ہے وجہ اوّل ابولہب کے عذاب میں جو تخفیف کا ذکر کتب حدیث میں ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ہے بلکہ ابولہب کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اس سے دریافت کیا تو ابولہب نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی آزاد کی تھی اس کی وجہ سے مجھے انگلی سے اپنی ملتا ہے برخلاف حضرت ابوطالب کے کہ ان کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری شفاعت ابوطالب کو نفع دیگی اور وہ پتلی یعنی ہلکی آگ میں ڈالا جائے گا۔

وجہ دوم ابولہب کا واقعہ خواب کا ہے جو کسی آدمی کو آئی تھی اور خواب حجۃ و دلیل نہیں ہے برخلاف حضرت ابوطالب کے کہ ان کی تخفیف عذاب فرمان نبویؐ سے ثابت ہے اور یہ کوئی خواب کا واقعہ نہیں ہے۔

وجہ سوم جس آدمی نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تھا وہ اس وقت بھی مسلمان نہیں تھا اور اس کی بات قابل اعتماد نہیں ہے۔

وجہ چہارم حضرت ابوطالبؓ کے ایمان پر دلائل گذر چکے ہیں کہ ان کے دل میں تصدیق تھی اور زبان سے اقرار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بھر عزت کی دشمن کے شر سے آپ کو بچایا۔

لہذا ابوطالبؓ کے ایمان کا اقرار کرنا ہوگا برخلاف ابولہب کے چچا حضرت ابوطالبؓ کا ذکر کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کو میری شفاعت ان کو نفع دے گی اور تپلی آگ میں داخل ہوگا جو ٹخنوں تک ہوگی اور اس کا دماغ اس آگ سے جوش کرے گا اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن میں حضرت ابی طالبؓ کی شفاعت کریں گے اور یہ شفاعت ان کو نفع دے گی حالانکہ قرآن پاک میں ہے۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝۴۸

یعنی کفار کو شفاعت کنندگان کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

یہاں کفار اور شفاعت کنندگان ہر دو میں تعمیم ہے یعنی کسی کافر کو کسی شافع کی شفاعت نفع نہ دے گی اور حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت ابی طالبؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نفع دینی چاہیے اور جب کہ شفاعت نفع دے گی تو معلوم ہوا کہ ابوطالب مومن ہیں۔

یہاں دلیل چہارم اور پنجم پر منکرین ایمان حضرت ابوطالب پر دو اعتراض کرتے ہیں یا یوں کہیے کہ ان دلیلوں کے دو جواب دیتے ہیں۔

جواب اوّل!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے کئی اقسام ہیں اور ان اقسام سے ایک قسم یہ ہے کہ آپ کی شفاعت سے کافر کے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے اور تخفیف کی یہ شفاعت بعض کفار کو نفع دے گی لہذا ابوطالب کی تخفیف اور نفع شفاعت آیات کے منافی نہیں ہے۔

وجہ اوّل !

قبل ازیں گذر چکا ہے کہ احناف کے نزدیک عمومات قرآنی قطعیت کا فائدہ دیتے ہیں اور عمومات

Marfat.com

کے لئے ضروری ہے کہ ان کا ابتدائی مخصص قطعی ہو یعنی قرآن کی آیت یا حدیث متواتر تو جس مخصوص شفاعت کہ اس نے ساری عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دی اور آپ کے حق میں گستاخیاں کیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ابولہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ گستاخانہ الفاظ کہے۔ (تبا لک) یعنی تیرے لئے ہلاکت ہے (العیاذ باللہ) اس گستاخی سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو اتنا غصہ آیا کہ ابولہب کی مذمت میں پوری ایک سورۃ قرآنی نازل فرمائی جب حضرت ابوطالب سے کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ترک موالات کی اور ابوطالب کو آنحضرت کی جان کا خطرہ پیدا ہوا تو حضرت ابوطالب کا ساتھ دیا خواہ وہ مسلمان تھے یا کافر لیکن ابولہب جو کہ حضرت ابوطالب کا بھائی تھا یہ ابوطالب کے ساتھ نہیں کیا گیا تھا اور کفار کا ساتھ دیا کیونکہ اس کی بیوی ابوسفیان کی بہن تھی خلاصہ یہ کہ حضرت ابوطالب اور ابولہب میں زمین آسمان سے زیادہ فرق ہے تو صرف خواب کی بناء پر ابولہب کو مسلمان نہیں کیا جا سکتا۔

یہاں تک تو بندہ نے حضرت ابوطالب کے ایمان پر پانچ دلائل ذکر کئے ہیں اور منکرین ایمان ابو طالب نے چونکہ بعض دلائل کے جواب دیئے تھے اس لئے ان جوابات کو ذکر کر کے ان کو رد کیا گیا ہے اب دلیل ششم ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل ششم !

ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں حدیث شریف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

شفاعتی لا ہل الکبائر من امتی۔

یعنی میری امت سے جنہوں نے کبائر کا ارتکاب کیا ہے میں ان کی شفاعت کروں گا اور یہ امر مسلم ہے کہ ان اہل کبائر سے مراد مسلمان اور مومن ہیں کیونکہ کافر کے لئے شفاعت نہیں ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اور چونکہ حدیث سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے حضرت ابوطالب کے لئے شفاعت ہوگی اور یہ شفاعت اس کو نفع بھی دے گی لہٰذا حضرت ابوطالب بھی مذکورہ بالا حدیث میں داخل ہیں اور مسلمان ہیں۔

دلیل ہفتم !

محدث ابن اسحٰق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

عن ابی عباس ان ابا طالب لما تقارب منه الموت بعد ان عرض علیه النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ان یقول لا اِله الا اللہ فأبیٰ فنظر العباس الیه وهو یحرک شفتیه فاصغیٰ الیه فقال یا ابن اخی واللہ لقد قال انی الکلمة التی امرته ان یقو لها

Marfat.com

خلاصہ حدیث یہ ہے کہ جب حضرت ابو طالب قریب المرگ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو ابو طالب نے انکار کیا اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ابو طالب اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے ہیں تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کان ابو طالب کی طرف جھکایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کی کہ جس کلمۂ طیبہ کا آپ نے ابو طالب کو حکم فرمایا تھا وہ کلمہ میرے بھائی نے پڑھ لیا ہے۔

تو اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگرچہ ایک دفعہ ابو طالب نے کلمہ پڑھنے سے انکار کیا لیکن اس کے بعد قبل از مرگ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا تو ان کی موت ایمان پر ہوئی منکرین ایمان ابو طالب اس حدیث کے کئی جواب دیتے ہیں۔

جواب اوّل :۔

اس حدیث کے راوی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور وہ اس وقت مسلمان نہیں تھے لہٰذا یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے یہ جواب چند وجوہ سے مردود ہے وجہ اول یہ درست ہے کہ حضرت ابو طالب کی موت کے وقت حضرت عباس مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن ہمارا استدلال حضرت عباسؓ کی بیان کردہ حدیث سے نہیں ہے بلکہ ہمارا استدلال اس طرح ہے کہ جب حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابو طالب کے کلمہ پڑھنے کے متعلق عرض کی تو آنحضرت خاموش رہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کی تقریر فرمائی تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس کی بات کو درست تسلیم کیا تو بندہ کا استدلال اس تقریر سے ہے کیونکہ حدیث کے اصول میں تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث تین قسم ہے اول قول، دوم فعل، سوم تقریر، اور تقریر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی فعل کا مشاہدہ فرمالیں یا کوئی بات سنیں اور سکوت فرمادیں تو یہ سکوت دلیل ہے کہ وہ فعل اور قول درست اور صحیح ہے۔

وجہ دوم :۔ مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت ابن عباس ہیں اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ابن عباس نے یہ حدیث اپنے والد سے بعد از اسلام سنی ہے یہاں تک تو منکرین ایمان ابو طالب کے جواب اول کا رد ہے اب ان کا جواب دوم ملاحظہ فرمادیں۔

جواب دوم !

مسلم شریف میں ایک حدیث ہے۔

لما حضرت ابا طالب الوفاة جاءه رسول الله صلى الله

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم فوجد عندہ ابا جھل وعبداللہ بن امیہ بن المغیرہ فقال رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یاعم قل لا الہٰ اِلا اللہ کلمۃً اشھد لک بھا عنداللہ فقال ابو جھل وعبداللہ بن امیہ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبدالمطلب فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعرضھا علیہ ویعید لہ تلک المقالۃ حتی قال ابو طالب آخر ما کلمھم ھو علی ملۃ عبد المطلب وابی ان یقول لا اِلہٰ اِلا اللہ

خلاصہ حدیث شریف یہ ہے کہ جب ابوطالب کی موت کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے پاس آئے تو ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی ابوطالب کے پاس بیٹھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے چچا لا الہٰ اِلا اللہ پڑھو تا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں تمہارے کلمہ کی گواہی دونگا تو ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی حضرت ابوطالب سے کہنے لگے کہ تو حضرت عبدالمطلب کے دین سے پھرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوطالب پر بار بار کلمہ طیبہ پیش کرتے رہے تو حضرت ابوطالب نے ابوجہل وغیرہ سے جو آخری کلام کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کیا منکرین ایمان ابوطالب کہتے ہیں کہ حدیث ابن اسحاق سے ابوطالب کا ایمان ثابت ہوتا ہے اور حدیث مسلم شریف سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے تو ہر دو حدیث میں تعارضہ ہے چونکہ مسلم شریف کی حدیث اصح ہے لہٰذا اس کو ترجیح ہوگی۔

یہ جواب تین وجہ سے مردود ہے وجہ اول حدیث ابنِ اسحاق اور حدیث مسلم شریف میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں (آخر ما کلمھم ھو) یعنی ابوجہل وغیرہ کے ساتھ ابوطالب کی آخری کلام یہ تھی اور حدیث ابنِ اسحاق کے یہ الفاظ ہیں (بعد ان عرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان یقول لا اِلہٰ اِلا اللہ فابی الحدیث) یعنی حضرت عباس نے جو ابوطالب سے کلمہ طیبہ سنا تو یہ ابوجہل وغیرہ سے کلام کرنے کے بعد کا واقعہ ہے تو انکار ابوطالب پہلے ہے اور کلمہ پڑھنا بعد میں ہے تو زمانہ کا اختلاف ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں ہے تعارض تب تھا کہ مسلم شریف کے یہ لفظ ہوتے (قال ابو طالب آخر کلامہ) یعنی حضرت ابوطالب کی آخری کلام یہ تھی حالانکہ الفاظ اس طرح نہیں ہیں منکرین پر ہوتی ہے کہ مسلم شریف کے واضح الفاظ کے باوجود ان کو متعارض کرایا۔

وجہ دوم منکرین ایمان ابوطالب نے حدیث مسلم کو اصح کہا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک حدیث ابن اسحٰق صحیح ہے اب اُن کے نزدیک صحیح اور اصح میں تعارض ہے تو بندہ کہتا ہے کہ یہاں ایمان ابوطالب میں صحیح کو ترجیح ہے کیونکہ بندہ قبل ازیں مقدمہ میں ذکر آیا ہے کہ (الاسلام یعلوا ولا یعلیٰ) یعنی ایمان اور کفر کے دلائل میں تعارض ہو تو اسلام کو ترجیح ہے اگرچہ اسلام کے دلائل میں کمزوری کیوں نہ ہو

جیسا کہ فقہاء کا قاعدہ ہے

وجہ سوم منکرین ایمان ابوطالب نے حدیث مسلم شریف کو اصح اس لئے کہا ہے کہ یہ صحیحین کی حدیث ہے اور ابن اسحٰق کی حدیث صحیحین کی حدیث نہیں ہے تو بندہ اس کو تسلیم نہیں کرتا کہ حدیث مسلم اس لئے اصح ہے اور اس کو ترجیح اس وجہ سے ہے کہ یہ حدیث مسلم شریف میں ہے دیکھئے مسلم شریف میں ایک حدیث ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے حالانکہ محققین کے نزدیک ترجیح ان احادیث کو حاصل ہے جن سے آپ کے والدین کریمین کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے حالانکہ ایمان کی احادیث صحیحین میں نہیں ہیں اسی طرح حضرت ابوطالب کے ایمان کی حدیث اگر چہ صحیحین میں نہیں ہے مگر ترجیح اسی ایمان والی حدیث کو ہوگی۔

(عطا محمد چشتی گولڑوی بندیال)

تبرکاتِ عالیہ

از فخر سادات استاذ العلماء سیدی ومولائی

سیّد محمود شاہ صاحب المعروف محدّث ہزاروی دامت برکاتہم القدسیہ محبوب آباد

سب کمالات کی خوبیوں کی حمد اللہ خالق مالک بادشاہ اور معبود کائنات کو جس نے دین اسلام کو لاریب ضابطہ ودستور کائنات مقرر فرمایا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلم ومقصود ورحمت کائنات بنا کر معبوث آخرین بنایا اور اپنی ہر نعمت ہر فضل سے ان کو خاص کیا ہر اعتبار ہر درجہ ہر مرتبہ ولحاظ سے جمیع افراد کائنات پر ان کو رفعت وبرتری دی حتی کہ اس خالق کائنات وحدہ لاشریک کی اطاعت وتسلیم انہی کی اطاعت و تسلیم ٹھہرائی مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور ہر منافی ایمان شان وامر سے انہیں معصوم ومصئون فرما کر اپنا خلیفہ اعظم ومظہر تم بنایا اور اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سے مخاطب بنایا اور ہر مکروہ سے بچانے کا اعلان فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس جب فتنہ جہالت کی تاریکی نے زمانے پر اپنا طوفان اٹھایا تو اللہ نے امام زینی جیسے محقق اور ائمہ مجتہدین جیسے پاک دل ودماغ دین متین میں پیدا کئے جنہوں نے خداداد صلاحیت سے ملت پر سے فتنوں کا دفاع کیا آج جبکہ جہالت وبداعتقادی اور گستاخی کا فتنہ اہل ملت کی تاخت وتاراج میں سرگرم ہوا اللہ نے عزیز القدر مجاہد ملت صائم چشتی کو ہمت دی اور توفیق بخشی کہ انہوں نے ایمان ابوطالب وشہید ابن شہید کتاب لکھ کر ملت اور اہلِ ملت پر احسان کی عظمت پائی بعض دینی نابالغ ملاؤں نے انکی کاوش کا منہ چڑایا اور اپنی دینی اور ایمانی نابالغی کا نادانستہ اقرار کیا اور جن روایات شہرت یافتہ کی اباطیل کے سہارے انہوں نے ایسا کیا وہ دراصل یہودی سازش کی بغاوت کی یادگار ہیں اور دین حق اسلام پر سے اعتماد واعتقاد کو متزلزل کرنے کو ایجاد کی گئی ہیں معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب بیانی سے ملت کی نگہبانی فرمائی۔

تکثر لکم الاحادیث بعد فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافق فاقلبوہ وما خالف فردوہ

تمہیں میرے بعد بہت سے احادیث پیش آئیں گی تو جب مری نسبت سے تمہیں حدیث بیان کی جائے تو اسے متن ضابطہ کائنات قرآن پر پیش کرو اس

Marfat.com

طرح جو موافق ہو قبول کرو اور جو مخالف ہو تو اسے رد کرو۔

(اصول شاشی بحث سنت) اور یزید باغی طاغی مجسمۂ کفر و نفاق کے مظالم دین کش و ایمان سوز کی حمایت والے اس سے بدتر ظالم ہیں انہیں نفس امارہ کی لگام تھام لینا چاہیے ایک پاکیزہ عالم سے ساری زندگی میں یزید کی حمایت میں ایک کلمہ سرزد ہوا اللہ اسے معاف کرے قبر پر وحشت اور ناراضی الٰہی کا پہرہ ملاحظہ کرنے بغداد کا قبرستان دیکھو عبرتناک منظر پیش کرتا ہے۔ بہر حال صائم چشتی کی یہ کاوش دین آموز ایمان افروز ہے اور عجب نہیں کہ یہی اِن کی نجات کا موجب ٹھہرے (آمین)

(فقیر ابو مسعود سیّد محمود حنفی کاظمی قادری محبوب آبادی)

Marfat.com

تقریظِ عالیہ

ازعالی جناب فیض مستطاب، شہبازِ خطابت

ابوالکلام پاکستان حضرت والا درجت

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحب دامت برکاتہم النورانیہ سجادہ نشین آلومہار

محبوب سے منسوب ہر چیز مرغوب ہوتی ہے، اور انسان طبعاً ایسی ہر چیز کی تعریف پر مجبور ہوتا ہے، دوست کا دوست ہی دوست ہوتا ہے اور دُشمن دُشمن۔ کچھ لوگ اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہر قیمت پر مخالفین خاندانِ نبوّت کو متقی، پرہیز گار اور اسلام کا ہیرو ثابت کیا جائے۔ اور ان کی یہ کاوش ان کی باطنی کیفیت کی غماز ہوتی ہے۔

دوسری طرف ایک طبقہ ایسے ہی خوش نصیب اور باذوق مومنین کا بھی ہے۔ جن کی تحقیق اور کاوش، محاسن و محامدِ آل واصحاب مصطفیٰ علیہ السلام میں خرچ ہوتی ہے دونوں گروہوں کا فرق ظاہر ہے۔

جنابِ صائم چشتی بھی اسی سعادت مند گروہ میں شامل ہیں جنہیں حضور علیہ السلام اور ان کے اقارب واحباب کی مدح وثناء کے لئے خُدا نے چُن لیا ہے۔ صائم صاحب نے جنابِ ابوطالب کے ایمان کا ثبوت مہیّا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ابوطالب جنہوں نے نازک سے نازک حالات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت اور حفاظت کی۔

اسی حمایت کی پاداش میں روسائے عرب کے معتوب بنے، شعب ابی طالب میں مقاطعہ کی طویل مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہر موقع پر عشق ومحبت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثبوت دیا۔ جن کی وفات کے سال کو عام الحزن قرار دیا گیا، جن کی مساعی کو حضور نے سراہا۔ اور جن کی شفقت کا ہمیشہ محبت سے ذکر کیا۔

ان کے ایمان لانے یا نہ لانے کے متعلق روایات میں اختلاف ہے ان سے مثبت یا منفی معنیٰ لینا اپنے اپنے ذوق کی بات ہے، بہر حال اس اقدام پر جنابِ صائم چشتی صاحب تبریک کے مستحق ہیں۔

سیّد فیض الحسن

آلومہار (۳۱ مارچ ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

تقریظ عالیہ

واجب الاحترام صوفی باصفا، فنافی العشق مصطفی
زینت القراء حضرت جناب قاری علی احمد رُہتکی صاحب مدظلہ العالی،
امام مسجد سُنّی رضوی جامع مسجد و معلم جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

الحمد للّٰہ علیٰ ما اعلم وہدانا للدین الا قوم و سلک بناالسبیل اسلام وصلیٰ ربنا وبارک وسلم علیٰ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم سیّدنا وشفیعنا و مولانا محمد مالک السمٰوٰت والارض ورقاب الامم وعلیٰ آلہ واصحابہ اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم

امابعد

اس ناچیز نے کتاب لاجواب مفید شیخ وشاب ''ایمانِ ابی طالب'' کے چند مقام دیکھے فاضل مؤلف اخی محترم سیّد الشعراء مولانا الحاج محمد ابراہیم المعروف صائم چشتی نے بہترین تخلیق فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور فاضل مؤلف کی عمر میں برکت عطا فرمائے، یہ ناچیز مؤلف موصوف کی تحقیق کے ساتھ متفق ہے۔

الفقیر الی رحمۃ رب القدیر ابو المنیر
قاری علی احمد رو ہتکی
امام مسجد سُنّی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد ۲۰ اپریل ۱۹۷۵ء

خیال اپنا اپنا

ازحضرت علامہ پیر سیّد محمد امین شاہ نقوی رضوی
فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد

ابو طالب جسے بخشا خدا نے
مگر بخشا نہیں دار القضاء نے

اس میں شک نہیں کہ سیّدنا ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر بھر جس انداز سے حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت والفت اور حفاظت ونصرت کا شاندار فریضہ سرانجام دیا ہے وہ چودہ سو سال میں کسی بڑے سے بڑے مرد مومن کو بھی نصیب نہیں ہوا یہ رُتبہ بلند و بالا جس کو مل گیا اور آپ کے پورے خاندان ذیشان نے میدان کرب وبلا میں بھی جس ایثار وقربانی سے دین اسلام کی بنیاد رکھی ہے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عزمِ حسین عزم تھا پروردگار کا

اس کے باوجود بھی بعض سر پھرے لوگ اپنی جہالت کی بنا پر سیّدنا ابو طالب اور والدین مصطفیٰ پر تقریر وتحریر کے ذریعہ سے نت آئے دن مختلف نوعیت کے بے بنیاد اعتراضات پھینکتے رہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔

زباں سے کہہ بھی دیا لاَ اِلٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا اپنا ایمان ہی مشکوک ہے اور محلِ نظر ہے ساتھ ہی ہمیں یہ کہنے میں بھی باک نہیں کہ جن اہل علم نے اس قسم کی روایات زبان قلم سے بتائیں یا کہ بنائیں ہمیں ان کے اعلان میں تو شک ہوسکتا ہے مگر سیّدنا ابو طالب کے ایمان میں ایک لحظہ کے لئے بھی شک نہیں ہوسکتا کیونکہ ارشاد قرآن ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق جس ابو طالب نے خدا کے دین پر احسان کیا ہے وہ

Marfat.com

خدا ابو طالب کو احسان کا بدلہ احسان کی صورت میں ضرور دے گا بھلا غور تو کرو اگر ایسا عاشق رسول دوزخی ہے تو پھر جنتی کون ہوگا جبکہ صحیح حدیث کے فرمان کے موافق حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت سے سیّدنا ابو طالب کی نجات و مغفرت بھی ہوگی لہٰذا آپ کا سیّدنا ابو طالب کی شفاعت کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضرت ابو طالب مومن تھے ورنہ کافر کی شفاعت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہر اک پہ لگا دیتا ہے تو کفر کا فتویٰ
اسلام ترے باپ کی جاگیر نہیں ہے

حالانکہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث شریف سے آپ کے کلمۂ توحید پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں کتاب وسنت اور صوفیائے ملت اور علمائے اُمت کے واضح ارشادات سے بھی آپ کا مومن کامل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سیّدنا ابو طالب کا نام نامی بعض اہلِ علم نے عمران لکھا ہے اور بعض حضرات عبد المناف تحریر کرتے ہیں تو آیئے ذرا حضرت کے اسم گرامی کے معنے دیکھیں کہ یہ نام کس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے عبد کا معنیٰ ہے بندہ اور مناف کا معنیٰ ہے جس سے ہر چیز کی نفی کی جائے یعنی خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جا سکے لہٰذا منکرین ایمان سے نقوی یہ سوال کرتا ہے کہ سیّدنا ابو طالب کے اسم گرامی نے ہی ڈنکے کی چوٹ اعلان نہیں کر دیا کہ میں اس کا بندہ ہوں جس کے ساتھ بتوں کو شریک نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

محمد امین شاہ نقوی رضوی

Marfat.com

تقریظ

حضرت مولانا کوثر نیازی

حضرت علامہ صائم چشتی کی کتاب ایمان ابوطالب یقیناً ان کے لیے ذریعہ نجات ثابت ہوگی یہ عاشقانِ رسول اور محبانِ آلِ رسول کے لیے ایک اَن مول تحفہ ہے۔ اس موضوع پر اولین وآخرین میں سے آج تک کسی نے ایسی جامع علمی تالیف پیش نہیں کی۔

کوثر نیازی

Marfat.com

ایک خط

(چھوٹا گلہ 7 جولائی 1979)

محترم سیّد شبیر احمد ہاشمی خلیفہ مجاز مُحدث ہزاروی
حضور قبلہ عالم سیّد محمود شاہ صاحب مدظلہ العالی محبوب آباد حویلیاں

محترمی ومحسنی جناب صائم چشتی صاحب...... سلام مسنون

کتاب ایمانِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذریعہ جناب قبلہ مرشدی داستاذی محدث ہزاروی پڑھنے کا اتفاق ہو دل میں ایک تڑپ پیدا ہوئی کہ صائم صاحب کا دیدار نصیب ہو جائے تو کیا ہی بات ہے بالآخر ایک وقت آیا کہ آستانہ عالیہ خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ پر ملاقات ہوئی اور خوب ہوئی کتاب شہید ابن شہید دیکھنے اور مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا کیا کہوں اور کیا لکھوں جی چاہتا ہے کہ آپ کی تصانیف کا دیدار ہی کرتا رہوں دعا ہے خداوند تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل آپ کی صحت اور عمر میں برکت فرمادے تاکہ آپ حسب سابق اپنی نیک کوششوں میں کوشاں رہیں۔

جہاں تک کتاب ایمانِ ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے یہ ایک مستند مدلّل مصدّقہ کتاب ہے اگر کوئی خدا واسطے کا بیر چھوڑ کر اور تعصب کی عینک اتار کر دیکھے تو یہ کتاب اس کے تمام شبہات اعتراضات و سوالات کا کافی ووافی جواب ہے اور اس کی غلط فہمی و گمراہی اس سے دور ہو سکتی ہے عرض یہ ہے محبوب اور محب کا تعلق اور رشتہ یہ ہے کہ ہر اس چیز سے محبت کی جس کی نسبت محبوب سے ہو اور ہر چیز کو محبوب رکھا جائے جسے محبوب نے پسند کیا ہو خداوند تعالیٰ کا صاف فیصلہ ہے کہ خدا کو راضی رکھنا ہے تو پھر خدا کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محبوب رکھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو مجھے محبوب رکھنا چاہتا ہے وہ اسے محبوب رکھے جسے میں نے محبوب رکھا ہے اسے پسند کرے جسے میں نے پسند کیا ہے اور ہر چیز کو محبوب رکھے جس کی نسبت مجھ سے ہو خواہ وہ نسبت ذاتی وابدی ہے یا الحاقی وصفاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپس میں عجیب رشتہ اور تعلق تھا اختلاف ایک ایسی چیز ہے جو کسی قیمت پر بھی اکٹھا نہیں رہنے دیتی جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

Marfat.com

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 24 سال اکٹھے رہے خطبۂ نکاح پڑھایا اکٹھے کھاتے پیتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ و پروگرام سے اتفاق کیا۔ خدا کو ایک مانا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برحق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانا تبلیغ حق کی تائید کی اور حمایت کی بلکہ خود بھی تبلیغ کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں زندگی گزار دی لالچ اور پھر ڈر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ڈٹ کر ساتھ دیا شعب ابوطالب کو بھی قبول فرمایا پروگرام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف کرنے والے پہلے ہی الگ ہو گئے جن میں ابولہب بھی ہے اور اتفاق کرنے والوں میں حضرت ابوطالب صفِ اوّل میں آتے ہیں چلو ظاہری کلمہ ہی سہی وہ بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں پڑھ لیا۔

اصحابِ کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اور رکھوالی کرنے والا کُتا اگر جنتی ہو سکتا ہے اور یقیناً ہے تو پھر تمام نبیوں کے سردار کی غلامی خدمت، حفاظت و حمایت کرنے والی شخصیت کے لئے جنت کا دروازہ کس نے بند کر دیا ہے اس سے زیادہ گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے فرعون والوں میں سے ایک شخص نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا موسیٰ علیہ السلام کی کوئی خدمت نہ کی اعلانیہ مدد و حمایت نہ کی لیکن ایک وقت آیا جب کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا جانے لگا تو وہ مومن شخص جس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا موسیٰ کے حق میں بول اٹھا رب نے اسے مومن قرار دیا اس کا نام ہی مومن رکھا اس کے ایمان کی خود رب نے تائید کی تو پھر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان پر کیونکر شبہ کیا جا سکتا ہے اصل میں یہ ایک سازش ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 24 برس کی غلامی و خدمت سے راہ ہدایت نہیں ملی تو پھر ولیوں اور پیروں سے کیا حاصل ہوگا یہ تحریک اور سازش غیروں اور گستاخوں کی ہے جس میں ہمارے اپنے بھی سادگی اور کوتاہ اندیشی کی وجہ سے شامل ہو بیٹھے یہ ہے میری تقریظ و تصدیق بحق کتاب (ایمان ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیّد شبیر احمد غازی کاظمی

راجوروی کھائی گلہ راولاکوٹ آزاد کشمیر خلیفہ حضرت مرشدی محدث ہزاروی

Marfat.com

تقریظ عالیہ

پیکرِ عشقِ شاہِ اُمم ، شہنشاہِ اقلیم قلم
حضرت علامہ صاحبزادہ محمد اقبال احمد فاروقی دامت برکاتہم العالیہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

محبی جناب مولانا صائم چشتی دامت برکاتہ آج تک دنیائے ادب و شعر میں نامور تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں نعت گوئی اور نعت نویسی میں جو مقام چشتی صاحب کو حاصل ہے اس کا جواب پنجابی زبان میں نہیں ملتا مگر تحصیل علوم دینیہ اور دستارِ فضیلت تفسیر و حدیث حاصل کرنے کے بعد آپ کی خداداد صلاحیتیں نظریاتی اور اعتقادی مباحث پر قلم اٹھانے پر مرکوز ہو گئی ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ ، کو موضوع سخن بنا کر آپ نے تمام اختلافی موضوعات پر سیر حاصل کتاب لکھ کر دنیائے علم میں ایک نیا مقام حاصل کیا ہے اب آپ نے حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ایمان پر کتاب لکھ کر دلائل کا بے پناہ ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

آپ کی نگاہ نے عربی کی مستند اور جامع تفاسیر اور پھر بھر پور احادیث کے ذخیرہ سے ان روایات کو جمع کر دیا ہے جو مختلف مقامات پر پائی جاتی ہیں آپ کی یہ کوشش نہ صرف تحقیق و تجسس کا عمدہ نمونہ ہے بلکہ حضور کے اہلِ بیت آباؤ اجداد اور لواحقین سے عشق و محبت کا بھی ایک نمایاں ثبوت ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس کتاب کو اہلِ علم اہلِ تاریخ اور پھر طلباء علم کے لئے مفید ثابت فرمائے۔

(احقر محمد اقبال احمد فاروقی)

تقریظ عالیہ

از عالیجناب عزت مآب مجاہدِ ملت سیّد الخطباء فخر الادباء شہنشاہِ سلطنت خطابت
برادرِ طریقت محترم ومکرم صاحبزادہ سید محمد **افتخار الحسن زیدی** شاہ صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

علامہ صائم چشتی جہاں اردو پنجابی ادب کے ایک بلند پایہ ادیب صاحب طرز شاعر اور نامور لکھاری ہیں وہاں وہ ایک شریف النفس انسان حلیم الطبع آدمی اور سلیم الفطرت شخصیت بھی ہیں دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہوں میں حُسنِ یار کے جلوے سینہ میں دِین کی تڑپ اور آنکھوں میں دیار محبوب کی جھلک رکھنے کے ساتھ ساتھ درد وسوز اور جذب ومستی کی دولت سے بھی مالا مال ہیں۔

ہر وقت علماء کی آمد ہر لحظہ شعراء کا ہجوم اور ہر گھڑی ادباء کی بھیڑ کوئی حوالہ پوچھ رہا ہے کوئی اصلاح لے رہا ہے اور کوئی شعر لکھوا رہا ہے پھر کمال یہ ہے کہ کوئی بھی محروم نہیں جاتا۔

شمع و پروانہ کی داستان، شراب ومیخانہ کی کہانی، گل وبلبل کا افسانہ لیلیٰ ومجنوں کے پیار، ہیر ورانجھا کے قصے، سسّی وپنوں کی حکایت، سوہنی ومہینوال کے بیان اور شیریں وفرہاد کے عشق پر تو ہمارے شاعروں نے کتابیں لکھ ماری ہیں لیکن جہاں تک نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا تعلق ہے وہ اس سعادت سے محروم دکھائی دیتے ہیں۔

ہاں البتہ اس بحرِ بیکراں میں مولانا ظفر علی خاں مرحوم کے بعد اگر کوئی شاعر غوطہ زن نظر آتا ہے تو وہ جناب صائم چشتی ہیں۔

نعت، قصیدہ، رباعی، مثنوی اور مسدس غرضیکہ شاعری کی کوئی بھی صنف ایسی نہیں جس میں جناب صائم چشتی نے طبع آزمائی کر کے اپنے فن کو شاعری کے آسمان پر صبح کے ستارے کی طرح نہ چمکایا ہو تخیل کی پرواز، قافیہ کی بندش، الفاظ کی نگرانی، اشعار میں جدت اور کلام میں شیرینی پیدا کرنا ان کا خاصا ہے شعروں کے لئے زمین چاہے کتنی ہی سنگلاخ کیوں نہ ہو ان کے لئے ہموار ہے ہر بحر ہر وزن اور ہر قافیہ میں لکھتے ہیں

Marfat.com

اور خوب لکھتے ہیں۔

صائم چشتی جہاں نظم لکھنے میں یکتائے زمانہ ہیں اور پوری مہارت و روانی رکھتے ہیں وہاں وہ نثر لکھنے میں بھی باکمال ہیں اور دینی و مذہبی عقائد کی گتھیوں کو سلجھانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے کہ مطالعہ وسیع ہے اور دل روشن ضمیر زندہ ہے اور دامن پاک۔

نوائے صائم پھل تے کنڈے اور زینب داویر، ان کے شاعرانہ کلام اور ان کی نظم گوئی کا ہمارے پاس صرف ایک قیمتی خزانہ ہی نہیں بلکہ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والے انسانوں کے لئے حق و صداقت کی شمع اور رُشد و ہدایت کی قندیل بھی ہے اور عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شانِ اہلبیت مقامِ صحابہ اور جمالِ اولیاء کی حقیقت سے بیگانہ غبار آلود ضمیر اور مُردہ دل لوگوں کے لئے سرمایہ حیات روحِ زندگی اور روشنی کا مینار بھی ہے وہاں نثر میں ان کی کتاب گیارہویں شریف صرف مسلکِ حقہ اہلِ سُنت و جماعت پر براہین و دلائل کا بے بہا سرمایہ ہی نہیں بلکہ بدعقیدہ اور گستاخانِ رسول کے لئے تازیانہ عبرت بھی ہے اور اس کتاب میں اُنہوں نے اپنے دلائل قاہرہ کے تیشہ سے باطل کی دیواروں کو پاش پاش کر کے اور کُفر و الحاد کی ظلمتوں میں حق و ہدایت کے چراغ جلا کر جو روشنی پھیلائی ہے وہ صرف اپنوں کے لئے ہی نشانِ راہ نہیں غیروں کے لئے بھی دلیلِ منزل ہے۔

اب میں نے ان کی تازہ تصنیف ایمانِ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھی ہے جس میں موصوف نے پوری دیانتداری حق شناسی اور چشمِ بصیرت سے ایک ایسی حقیقت سے روشناس کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے جو صدیوں سے غبار آلود پردوں میں نہاں تھی اس سے پہلے بھی ہمارے اکابرین کرام نے اس موضوع پر لکھنے کی کئی بار کوشش کی مگر مخالفین کی جرح و قدح کے خوف سے ہر بار قلم ٹوٹے، سیاہی خشک ہوئی اور کاغذ پھٹ گئے جس کے باعث حضرتِ ابو طالب کا ایمان مسلمانوں پر عیاں نہ ہو سکا۔

اب جناب صائم چشتی صاحب کی یہ جرأتِ رندانہ سمجھو یا حُسنِ عقیدت کی وارفتگی کہ اُنہوں نے حضرتِ ابو طالب کے دین و ایمان پر پڑے ہوئے سیاہ پردوں کو دلائل سے چاک کر کے پوری طرح نکھار کر پیش کیا ہے اور بابِ شہرِ علم کے والد شیرِ خدا کے باپ اور دامادِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے ابا کے اسلام کے سورج پر چھائے ہوئے بادلوں کو ہٹا کر اس آفتاب کو پوری طرح چمکا دیا ہے جس کی ہر ایک کرن سے ابو طالب کے حق و ایمان اور دین و اسلام کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

اگرچہ ہمارے مفسّرین عظام نے قرآنِ پاک کی بعض آیات کے شانِ نزول کو حضرت ابو طالب کی ذاتِ اقدس کو ٹھہرایا ہے۔ (مثلاً)

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ (یا)

مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ

Marfat.com

لیکن ان مفسّرین کی یہ اپنی رائے ہے کوئی قولِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جب ہم حدیثِ رسول کی تفسیر قرآن مانتے ہیں تو پھر انہیں آیات کی شانِ نزول کے متعلق حضرتِ ابو طالب کے حق میں زبانِ مُصطفیٰ سے نکلا ہوا کوئی لفظ تلاش کر کے پیش کرنا چاہیے جو کہیں نہیں ملے گا حالانکہ قرآنِ پاک کی تشریح وتفسیر اوراس کے ایک ایک لفظ کو کھول کھول کر بیان کرنے کا حق ومنصب خود خُداوندِ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک کو عطا کر رکھا ہے۔

جہاں تک میری علمی وتحقیقی معلومات کا تعلق ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہیں بھی ان آیات کے شانِ نزول کو حضرتِ ابو طالب کی ذات کو نہیں فرمایا رہی مفسّرین کی رائے تو اس میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

جنابِ ابو طالب کے ایمان مُنکر حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ سیّد المرسلین علیہ السّلام نے آخری وقت بھی ابو طالب پر اسلام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ چچا میرے کان میں ہی کلمہ شریف پڑھ دو تو اُنہوں نے کہا تھا کہ قریش کیا کہیں گے گویا کہ قریش کے خوف سے ابو طالب نے آخری وقت بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا میں اُن حضراتِ کرام سے نہایت ادب سے پوچھتا ہوں کہ بھلا جس مردِ حق پرست نے علی المرتضیٰ جیسا جرّی بہادر قاتلِ مرحب غارت گرِ ابنِ وُدّ اور شیرِ خدا کو جنم دیا ہو وہ خود قریش کے چند جوانوں سے ڈر کر دین وایمان جیسی متاعِ عزیز سے محروم رہ جائے حیران کُن بات نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جس مردِ حق شناس نے ایک دفعہ صرف اپنے بھتیجے ہی کو نہیں سیّد المرسلین اور محبوبِ خدا کو بھی کفّارِ مکّہ کی طرف سے ایذا رسانی پر قبیلۂ قریش کے بڑے بڑے بہادروں پہلوانوں اور سورماؤں کے خلاف میان سے تلوار نکال کر انہیں مقابلہ کے لئے للکارا تھا وہ آج اِنہیں لوگوں سے ڈر کر اسلام قبول نہیں کرتا تعجب نہیں تو اور کیا ہے؟

اس روایت کو ابو طالب کے کُفر کی دلیل ٹھہرانے والے حضرات کی نظر سے شاید شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مدارج النبوّت ج دوم ص ۶۸ کی یہ عبارت نہیں گزری جس میں انہوں حضرتِ ابو طالب کا آخر وقت اسلام وایمان ثابت کر کے اختلافات کے تمام قلعے مسمار کر دیئے ہیں۔

> ودروایت ابنِ اسحاق آمدہ کہ وے اسلام آورد نزدیک بوقتِ موت وگفتہ کہ چوں قریب شد موت وے نظر کرد عباس بسوئے وَے دید کہ می جنباند لبہائے خود را پس گوش نہاد عباس سُوئے اُو وگفت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابنِ اخی واللہ بتحقیق گفت برادرِ من کلمہ را کہ امر کردی تو اُورا۔

ترجمہ:

ابنِ اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت ابو طالب موت کے وقت اسلام لے آئے تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت عباس

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا اور دیکھا حضرتِ ابوطالب کے ہونٹ ہِل رہے ہیں۔

پھر حضرتِ عباس نے اپنے کان ان کے لبوں پر رکھے اور سُنا کہ وہ کلمہ شریف پڑھ رہے ہیں حضرت عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی اے میرے بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میں پورے یقین اور پوری تحقیق کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرے بھائی ابوطالب نے وہ کلمہ پڑھ لیا ہے جس کا آپ نے انہیں حکم فرمایا تھا۔

اور شاید ان حضرات کی نظر سے شیخ دہلوی کی یہ عبارت بھی آج تک پوشیدہ رہی ہے کہ صاحبِ جامع الاصول آوردہ کہ زعم اہلِ بیت آں ست کہ ابوطالب مسلمان از دنیا رفتہ۔

(کذافی روضۃ الاحباب مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۴)

صاحب جامع الاصول اور صاحبِ روضۃ الاحباب اسی بات پر متفق ہیں کہ اہلِ بیت اطہار کا یہ گمان ہے ابوطالب اس دنیا سے مسلمان گئے ہیں ہر مکتبِ فکر کے علمائے کرام اور خصوصاً اکابرین اہلِ سُنت و جماعت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب محدث و محقق مانتے ہیں تو پھر حضرتِ ابوطالب کے ایمان واسلام کے بارے میں ان کی تلاش وتحقیق سے انکار کیوں؟

ایک دفعہ حضرت ابوطالب بیمار ہوئے علاج کروائے مگر اچھے نہ ہوسکے آخر اپنے بیٹے حضرتِ علی سے کہا علی جاؤ اور اپنے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُلا لاؤ تا کہ میری صحت وشفا کے لئے دُعا کریں۔

علی المرتضیٰ گئے نبی نے پوچھا علی کیوں آئے ہو؟

عرض کی آقا خود نہیں آیا باپ نے بھیجا ہے۔

کیوں؟

بیمار ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ دُعا فرمادیں۔

نبی کریم علیہ السلام تشریف لے گئے اور چچا کے پاس کھڑے ہو کر ان کی صحت وشفا کے لئے دعا کی فوراً صحت ہوگئی شفا ہوگئی اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم ہوتا ہے کہ جیسے رب تیری اطاعت کرتا ہے۔

کیا رسولِ مقبول علیہ السّلام کی یہ دُعا صرف ابوطالب کی ظاہری وجسمانی بیماری کی شفا تک ہی محدود رہی نہیں نسلِ انسانی کے غمخوار کی اس نے دُعا نے ابوطالب کی باطنی ورُوحانی بیماریوں کا بھی علاج کر دیا کُفر کے داغ دھوڈالے الحاد کی سیاہی صاف کردی شرک کے دھبے مٹا دیئے اور گمراہی کی ظلمت دُور کردی۔

تمام اہلِ سُنّت و جماعت اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ امام الانبیاء علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی خبر سُن کر ابولہب نے خوشی سے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا اور خدا کی طرف سے اسلام کے سب سے

Marfat.com

بڑے دشمن اور نبی کریم علیہ السلام کے سب سے بڑے مخالف اس ابولہب کو یہ انعام ملا کہ جہنم کی آگ میں جلنے کے باوجود بھی اشارہ کرنے والی اس اُنگلی سے دُودھ نکلتا ہے اگر ابولہب کے لئے یہ انعام ہوسکتا ہے تو جس ابوطالب نے اسلام کی کبھی مخالفت نہ کی ہو اور محبوبِ خدا کی کبھی مخالفت نہ کی ہو بلکہ ہر لحظہ اپنے بھتیجے کا ساتھ دیا ہو ہر مصیبت میں کام آیا ہو کفارِ مکہ کو مقابلہ کے لئے للکارا ہو اور آخر مکہ کی بستی سے آمنہؓ کے لال کو مُشرکین عرب کے ظلم وستم سے بچانے کے لئے نکال کر شعبِ ابی طالب میں لے آیا ہو اور پھر متواتر کئی سال تک ساری ساری رات اس دُرِ یتیم کی حفاظت کی خاطر ننگی تلوار سے پہرہ دیتا رہا ہو کیا اس کی وفا واطاعت کا صِلہ خُداوند تعالیٰ کے رحمت وبخشش کے خزانوں میں سے کچھ بھی نہیں؟

حضرت ابوطالب کا اصلی نام عمران تھا ابوطالب آپ کی کنیت تھی اور اگر بُغض وعناد کا کوئی پیکر قرآنِ پاک کی سورۃِ آلِ عمران کو آلِ مردان کہے تو اس کا کیا علاج بہرحال صائم چشتی صاحب نے حضرتِ ابو طالب کے ایمان وسلام کو جن دلائل سے اور جس انداز میں پیش کیا ہے اور اپنے ذوقِ طبع کے پیش نظر ایک ضروری اور اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے وہ ہمارے لئے باعثِ فخر بھی ہے اور ان کے لئے ذریعۂ نجات بھی۔

(صاحبزادہ افتخار الحسن لائل پور)

20-3-1975

Marfat.com